قرن اول ودوم میں بلاد سندھ وہند میں علم سیرت وفقہ

*ڈاکٹر احسان الرحمٰن غوری

Seerah is attached to Prophet Muhammad's (pbAh) whole life. However, in first century, the term Maghazi was in vogue to denote the part of Prophet Muhammad's life in which he dealt with the rival nations and tribes of Arabs either in war or peace. The role and charachter of Prophet Mohammad's to a Muslim enjoys a pivotal status, being a matter of faith for them. Alongwith Seerah, the codification of Shariah law and its recording was no less worthwhile. The Muslim historians of subcontinent engaged themselves in recording their beloved prophet's life and the laws emanating from his life and orders from very beginning. This article is an attempt to enumerate certain historians of this land who engaged themselves in this auspecious mission of commiting to writing the life of the greatest Prophet (pbAh). It is obvious that in early two centuries, the concentration of Muslims remaind predominently in the land of Sind which is thence known as 'Baab al-Islam' the gateway for Islam.

۱۔تعارف:

سیرت کے لغوی معنی چال چلن طور طریقہ اور پرورش کے ہیں۔ یہ لفظ صاحبِ سیرت کے پورے احوالِ زندگی پر بولا جاتا ہے۔ محدثین ومؤرخین نے کتاب السیر ۃ کے نام سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حالات جمع کیے ہیں۔جن میں مغازی کا تذکرہ بھی ہوتا ہے۔ البتہ فقہاء کے نزدیک سیرت کا یہ وسیع مفہوم نہیں ہے بلکہ جہاد اور غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کفار ومشرکین کے ساتھ جو معاملہ فرمایا ہے، وہ اس کو سیرت سے تعبیر کرتے ہیں۔سیرت کی جمع سِیَر ہے۔ حافظ ابن حجرؒ سیرت کے ابتدائی مفہوم کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

والسیر جمع سیر ۃ ، واُطلق ذلك علی أبـواب الجهاد، لأنها متلقاة من احوال النبی صلی اللہ علیه وسلم فی غزواته.[۱]

سیر لفظ سیرت کی جمع ہے اور اس کا اطلاق جہاد کے ابواب پر ہوتا ہے، کیونکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان حالات سے ماخوذ ہوتے ہیں جو غزوات میں پیش آئے۔

* اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ علومِ اسلامیہ، جامعہ پنجاب، لاہور

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

ابن ہمامؒ نے اسی مفہوم کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

السیر جمع السیرة، وهی الطریقة فی الأمور و فی الشرع تختص بِسیر النبی علیه الصلوة والسلام فی مغازیه ولکن غلب فی لسان أهل الشرع علی الطرائق المامور بها فی غزوة الکفار. ۲

سِیَر لفظ سیرت بمعنی طور طریقہ کی جمع ہے۔ اور اس کا اطلاق شریعت میں مغازی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احوال کے ساتھ خاص ہے، مگر علمائے شریعت کے نزدیک اس کا اطلاق عام طور سے ان طریقوں پر ہوتا ہے جن کا حکم کفار سے جنگ میں دیا گیا ہے۔

یعنی سیرت کے لغوی معنی ہوئے: طریقہ کار، چلنے کی رفتار اور انداز۔ یہی بنیادی معانی وسعت اختیار کرتے ہوئے ذاتِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مخصوص ہوگیا۔ ابن ھمامؒ کی مذکورہ صدر تعریف سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ علم سیرت ایک لحاظ تاریخ اسلام سے متعلق ہے اور دوسرے پہلو سے اسلامی قانون اور فقہ کا مضمون ہے۔

اسلامی اصطلاح میں سیرت کا لفظ سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اُس طرزِ عمل کے لیے استعمال کیا گیا جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غیر مسلموں سے معاملات میں اپنایا۔ قاضی محمد اعلیٰ تھانوی سیرت کی لغوی تشریح کرتے ہوئے اس بات کو زیادہ وضاحت سے بیان کرتے ہیں:

ثم غُلِبت فی الشرع علی طریقة المسلمین فی المعاملة مع الکافرین والباغین و غیرهما منا لمستأمنین والمرتدین و اهل الذمة. ۳

یعنی شریعت کی اصطلاح میں اس لفظ کا زیادہ استعمال مسلمانوں کے اس طریقہ کار پر ہوتا ہے جو وہ کفار، غیر مسلم محاربین، مسلمان باغی، مرتدین، اہل ذمہ اور دوسروں سے معاملہ اور طریق کار کے بارے میں اختیار کرتے ہیں۔

محدثین کتاب المغازی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غزوات وسرایا، اور کتاب الجہاد والسیر میں ان کے طور طریقے اور کفار کے ساتھ معاملات کو بیان کرتے ہیں۔ فقہاء کتاب السیر میں جہاد وغزوات کے فضائل ومسائل، احکام وقوانین اور اس سلسلہ کے جزئیات فقہی انداز میں لکھتے ہیں۔ اہل اخبار وتواریخ کتاب السیر ۃ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عام حالات درج کرتے ہیں، جن میں سیر ومغازی بھی شامل ہوتے ہیں، سیرت ابن اسحاق اور سیرت ابن ہشام وغیرہ کا یہی انداز ہے۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

بعد میں مغازی کے معنی میں وسعت پیدا ہوگئی اور سیرت کی کتابوں کا نام کتاب المغازی پڑ گیا، چنانچہ مغازی عروہ بن زبیر، مغازی ابان بن عثمان، مغازی محمد بن شہاب زہری، مغازی ابن اسحاق، مغازی موسیٰ بن عقبہ اور مغازی واقدی وغیرہ سیرت کی کتابیں ہیں، اوران میں میں مغازی کی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حالات بیان کئے گئے ہیں۔ محدثین ومؤرخین کتاب المغازی میں اپنے اپنے معیار روایات کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احوال اور آپ کے غزوات وسرایا بیان کرتے ہیں، اور فقہاء ان سے جہاد وقتال کے مسائل استخراج کرتے ہیں۔ محدثین ومؤرخین عام طور سے اپنی کتاب کا نام کتاب المغازی یا مغازی الرسول مغزی کی جمع کے ساتھ رکھتے ہیں، اسی طرح فقہاء اپنی کتاب کا نام کتاب السیر سیرت کی جمع کے ساتھ رکھتے ہیں۔[۴] یعنی حدیث اور فقہ کی علیحدہ تدوین کے بعد علم سِیَر کی وسعت میں ابتداء کمی ہوگئی تھی۔ اور یہ محض آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حالات زندگی تک ہی محدود ہوگیا۔ آپؐ کے ارشادات وافعال اور شرعی احکام الگ سے فن حدیث وشریعت کے عنوان سے مدون کر لیے گئے۔

ا۔ علمِ حدیث اور سِیر ومغازی میں فرق

علم السیر والمغازی علم حدیث ہی کا ایک اہم حصہ ہے۔ کیونکہ اس میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان اقوال وافعال اور مقررات سے بحث ہوتی ہے جن کا تعلق غزوات وسرایا سے ہے، امام ابو عبداللہ حاکم نے معرفۃ علوم الحدیث میں لکھا ہے:

هٰذا النوع من هذه العلوم معرفة مغازی رسول الله صلی الله علیه وسلم و سرایاه، وبعوثه، وكتبه الی ملوك المشركین، وما یصح من ذالك، وما یشذ وما أبلی كل واحد من الصحابة فی تلك الحروب بین یدیه، ومن ثبت، ومن هرب، ومن جبن عن القتال، ومن كر، ومن تدین بنصرته صلی الله علیه وسلم، ومن نافق، وكیف قسّم رسول الله صلی الله علیه وسلم الغنائم، ومن زاد، ومن نقص وكیف جعل سلب القتیل بین الاثنین و الثلاثة وكیف أقام الحدود فی الغلول، وهٰذه أنواع من العلوم التی لا یستغنی عنها عالم. [۵]

''علوم حدیث کی اقسام میں سے اڑتالیسویں قسم ان امور کی معرفت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مغازی وسرایا وبعثات اور مشرک بادشاہوں کے نام آپ کے خطوط میں کیا صحیح ہے کیا صحیح نہیں ہے، اوران غزوات میں آپ کے سامنے صحابہ میں سے ہر ایک نے کیا کارنامہ

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

انجام دیا، کون ثابت قدم رہا، کس نے راہِ فرار اختیار کی، اور کس نے دین پر عمل کر کے آپ کی نصرت کی اور کون منافق تھا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اموالِ غنیمت کو کیسے تقسیم فرمایا، کس کو زیادہ دیا، کس کو کم دیا اور دو تین مجاہدین میں ایک مقتول کے سلب کے بارے میں کیا کیا اور غلول میں حد کیسے جاری کی۔ علوم الحدیث کی یہ قسم اس قدر اہم ہے کہ کوئی عالم اس مستغنی نہیں ہو سکتا۔'' ۶

علامہ داناپوری اصحاب حدیث اور اصحاب السیر میں فرق کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اصحاب حدیث دراصل تین امور کو جمع کرتے ہیں (۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا فرمایا۔ (۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا کام کیا۔ (۳) رسول اللہ کے سامنے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت میں کیا کیا گیا۔ اصحاب سیرۃ بھی انہی تین امور کو جمع کرتے ہیں۔ اس لئے اصل کام دونوں کا ایک ہے۔ مگر باوجود اس کے دونوں میں بڑا فرق ہے۔ اصحابِ حدیث کا مقصود بالذات احکام کو جاننا ہوتا ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات سے اُن کی بحث ضمناً یا التزاماً ہوتی ہے اور اصحاب سیر کا مقصود بالذات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جاننا ہے، احکام پر اُن کے یہاں بحث ضمناً ہوتی ہے۔ اس لئے محدثین کا مدار بحث یہ ہوتا ہے کہ یہ فعل یا یہ قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے یا نہیں۔ اُن کی تمام تر قوت اس تحقیق میں صرف ہوتی ہے کہ اس قول یا فعل کا انتساب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف صحیح ہے یا نہیں۔ لیکن اصحاب سیرۃ کو یہ بھی کرنا پڑتا ہے اور اس کے سوا اس کے ساتھ دو باتیں اور معلوم کرنی پڑتی ہیں، ایک یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کب ایسا کہا یا کیا۔ دوم یہ کہ ایسا کہنے یا کرنے کی وجہ کیا ہوئی۔ اصحاب سیرۃ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال وافعال کو مسلسل اور مربوط بتانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور اس کے اسباب وعلل کو بھی جاننا چاہتے ہیں۔ اصحاب حدیث کہتے ہیں کہ اس کی ضرورت نہیں ہے۔ جب صحت کے ساتھ یہ معلوم ہو جائے کہ یہ قول یا یہ فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریقہ ہو گیا۔ گو یہ نہ معلوم ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کب کس دن، کس تاریخ ایسا کہا یا ایسا کیا۔ ۷

قاضی اطہر مبارکپوری لکھتے ہیں کہ یہاں یہ بات قابل لحاظ ہے کہ مدینہ منورہ میں عروہ بن زبیر، ابان بن عثمان انور محمد ابن شہاب زہری نے اپنی صوابدید اور احوال وظروف کے پیش نظر اپنی اپنی کتاب المغازی لکھی، اس میں کسی خلیفہ یا امیر کے حکم یا خواہش کو دخل نہیں تھا یہ ضرور ہے کہ خلیفہ عبدالملک بن مروان نے عروہ بن زبیر سے غزوہ بدر اور فتح مکہ کے بارے میں تحریری

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

تفصیل حاصل کی اور اس کے صاحبزادے سلیمان بن عبدالملک نے ۸۲ھ میں ابان بن عثمان سے مغازی پر کتاب لکھنے کی خواہش کی، مگر ان دونوں خلیفہ اور خلیفہ زادے سے پہلے ہی عروہ بن زبیر اور ابان بن عثمان اپنی اپنی کتاب المغازی مرتب کر چکے تھے، عروہ بن زبیر کی تمام کتابیں جن میں کتابُ المغازی بھی تھی ۶۳ھ میں واقعہ حرہ میں نذر آتش ہوگئی تھیں جس کا افسوس انہیں زندگی بھر رہا اور ابان بن عثمان نے سلیمان بن عبدالملک کی خواہش پر بتایا کہ انہوں نے پہلے ہی نہایت مستند طریقہ پر کتاب المغازی مرتب کر لی ہے، البتہ ابن شہاب زہری کے بارے میں ایسی کوئی تصریح نہیں ملتی ہے۔ غالب گمان ہے کہ انہوں نے بھی اپنے دونوں معاصر مصنفین مغازی کے دور میں کتابُ المغازی لکھی ہوگی، ہوسکتا ہے کہ انہوں نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کے دور خلافت (۹۹ھ تا ۱۰۱ھ) میں لکھی ہو جبکہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے ان کو دوسرے اہل علم کو احادیث جمع کرنے کا حکم دیا تھا۔ ۸

۲۔ابتدائی کتب مغازی کی روایات

یہ کتابیں ایسے دور میں لکھی گئیں جس میں باقاعدہ تصنیف وتدوین کا رواج نہیں تھا، صحابہ اور تابعین کے پاس احادیث کے صحیفے اور نسخے غیر مرتب شکل میں موجود تھے، پہلی صدی کی انتہاء اور دوسری صدی کی ابتداء میں عمر بن عبدالعزیز کے حکم سے احادیث وآثار جمع کئے گئے اور دوسری صدی کے نصف میں فقہی ترتیب وتبویب پر عالم اسلام کے مرکزی شہروں میں کتابیں لکھی گئیں اور باقاعدہ تصنیف وتالیف کا دور شروع ہوا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں سب سے پہلے مدینہ منورہ میں علم المغازی پر کتابیں لکھی گئیں، اور اس بارے میں انواع حدیث کی اس نوع کو اولیت کا درجہ حاصل ہے۔ یہ کتابیں اپنی ابتدائی شکل میں باقی نہ رہ سکیں، البتہ ان کی روایتیں حدیث اور سیر مغازی کی کتابوں میں آگئی ہیں، عروہ بن زبیر کی کتاب المغازی ۶۳ھ میں واقعہ حرہ میں نذر آتش ہوگئی، ان کے تلامذہ میں ابوالاسود یتیم عروہ نے آخر عمر میں مصر جا کر اس کی روایت کی، نیز دوسرے تلامذہ کے ذریعہ اس کی بہت سے روایات محفوظ ہیں۔ ابوالاسود کی روایت کا ایک معتدبہ حصہ یکجا ہوکر چھپ گیا ہے۔ ۹

ابان بن عثمان کی کتاب المغازی خلیفہ عبدالملک بن مروان کے عتاب کی وجہ سے ضائع کر دی گئی، اور عام طور سے اس کی روایت بھی نہ ہوسکی، صرف مغیرہ بن عبدالرحمٰن مخزومی نے جرأت کر کے اس کی روایت کی اور اپنے شاگردوں کو اس کے پڑھنے کی تاکید کی، کتب مغازی میں ابان بن عثمان کی گنی چنی چند روایتیں ملتی

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

ہیں اور تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ ان کی کئی روایتیں ان کے نام لئے بغیر بیان کی گئی ہیں، اس اعتبار سے ابان محمد بن عثمان بھی مظلوم ہیں۔ محمد بن شہاب زہری کی کتاب المغازی کا اکثر و بیشتر حصہ ان کے تلامذہ نے اپنی کتابوں میں لے لیا ہے، خاص طور سے موسیٰ بن عقبہ، محمد بن اسحاق اور معمر بن راشد اپنے استاد کی روایات کے امین ہیں، نیز دوسرے علماء سیر و مغازی نے بھی اپنی کتابوں میں زہری کی روایات کثرت سے لی ہیں اور معمر بن راشد کی روایات مصنف عبدالرزاق کی کتاب المغازی میں اس کثرت سے ہیں کہ گویا وہ ابن شہاب کی کتاب المغازی ہے۔[۱۰] غلام مصطفیٰ قاسمی لکھتے ہیں:

> سیر و مغازی ابتداء میں علم حدیث کے اجزاء میں سے شمار ہوتے تھے اور احادیث کے ساتھ ان کی روایت بھی اسناد کے ساتھ ہوتی تھی مگر بعد میں اسے مستقل فن کی حیثیت دے دی گئی۔ اموی دور میں اس خاص فن میں اگرچہ مستقل کتابیں نہیں لکھی گئیں مگر اس کی روایت اور جمع و ترتیب کا سلسلہ کسی نہ کسی انداز میں قائم تھا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے سیر و مغازی کی حفاظت کے لئے ایک طرف تو عاصم بن عمر انصاری (م۱۲۴ھ) کو جامع مسجد دمشق میں سیرت پر درس دینے کا حکم دیا اور دوسری طرف سیرت کی تدوین کے لئے ایک بہت بڑے عالم امام محمد بن شہاب زہری (م۱۲۴ھ) کو مغازی پر کتاب لکھنے کا بھی حکم دیا۔[۱۱]

ڈاکٹر انور محمود خالد کے مطابق حجازِ مقدس کے علاوہ مفتوحہ ممالک میں بھی اشاعتِ علوم اسلامیہ کی کاوشیں جاری تھیں لہذا پہلی صدی ھجری کی آخری میں جب سندھ پر مسلمانوں کی حکومت مستحکم ہوگئی تو پھر اشاعتِ حدیث و مغازی و سیر کا کام پوری توجہ سے سرانجام دیا جانے لگا۔[۱۲]

عباسی عہد خلافت میں بھی حدیث و مغازی کی اشاعت و ترویج کے لئے سندھ و ہند میں ہر ممکن سعی کی گئی اور اسی کا ثمر تھا کہ سیرت و مغازی میں سندھی الاصل علماء نے بھی اپنی بہترین خدمات انجام دیں اور بین الاقوامی شہرت حاصل کی۔ مندرجہ ذیل سطور میں ماہر سیر و مغازی سندھی الاصل علماء اور ان کی خدمات کا ذکر قدرے تفصیل سے کیا جائے گا۔

II۔ أعلام و کتب

۱۔ ابومعشر نجیح بن عبدالرحمٰن السندی:

ابومعشر نجیح السندھی (م: ۱۷۰ھ) دوسری صدی ھجری کے ائمہ حدیث و سیر میں سب سے اہم شخصیت ہیں جنہیں فن مغازی و سیر میں اولیت کا درجہ حاصل ہے۔ معروف سیرت نگار محمد بن اسحاق کی طرح

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

انہیں بھی امام السیر والمغازی کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔خطیب بغداد کے مطابق آپ سیرت ومغازی میں تمام لوگوں سے زیادہ علم رکھتے تھے۔

وکان اعلم الناس بالمغازی. [۱۳]

اُبومعشر نجیح السندھی حوادث وسیرۃ کے عالم ہونے کے ساتھ ساتھ محدث بھی تھے،ابن ندیم نے سیرت ومغازی کے فن پران کی ایک کتاب ''المغازی'' بھی ذکر کیا ہے جنہیں ان سے اُن کے تلامذہ نے روایت کیا ہے۔

عارف بالأحداث والسیر واحد المحدثین ..... وله من الکتب: کتاب المغازی. [۱۴]

یعنی وہ احداث اور علم سیر سے بھی واقف تھے اوران کی کتابوں میں سے کتاب المغازی بھی ہے۔

ابومعشر مدینہ کے فقہا ومحدثین میں خاص مقام ومرتبہ کے مالک تھے مگران کی شہرت سیر ومغازی کے عالم ومصنف کے طور پر زیادہ تھی۔ان کے شیخ ہشام بن عروہ اور شاگرد واقدی ہیں۔[۱۵]

انہوں نے مغازی کا زیادہ حصہ علمائے مدینہ کی مجلسوں میں ان سے سن کر یاد کرلیا تھا۔ان کے شیوخ و اساتذہ اپنی مجلسوں میں اس کا تذکرہ کرتے تھے اور وہ سنا کرتے تھے،ایک مرتبہ ان کے صاحبزادے محمد بن ابومعشر سے لوگوں نے دریافت کیا کہ آپ کے والد نے مغازی کیسے یاد کئے؟انہوں نے بتایا:

کان التابعون یجلسون الی أستاذه فکانوا یتذاکرون المغازی فحفظ. [۱۶]

یعنی تابعین ان کے استاد کے پاس بیٹھ کر مغازی کا مذاکرہ کرتے تھے اور میرے والد یاد کرلیتے تھے۔

ابن اسحاق کی طرح ابومعشر نے بھی بغداد میں کتابُ المغازی لکھی،ابوجعفر منصور نے مہدی کے لئے ابن اسحاق سے کتاب المغازی لکھنے کی فرمائش کی اور خود مہدی نے ابومعشر کو اپنے یہاں بلا کر کتاب المغازی لکھنے میں آسانیاں فراہم کیں،ابومعشر کے شاگرد واقدی کو خلیفہ ہارون رشید مدینہ سے بغداد لے گیا تھا،اور انہوں نے وہیں ابومعشر سے ان کی کتاب المغازی کی روایت کی،ابن سعد نے طبقات میں واقدی کی سَند سے ابومعشر کی بہت سی روایات بیان کی ہیں۔ان کی کتاب کے خاص راوی صاحبزادے اوران کے خاتمۃ الاصحاب محمد بن ابومعشر سندی بغدادی ہیں جوان کے ساتھ مدینہ سے بغداد گئے تھے۔ [۱۷]

محمد بن ابومعشر سے ان کے صاحبزادے ابوسلیمان داؤد بغدادی نے اس کتاب کی روایت کی،اوران

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

سے قاضی احمد بن کامل نے روایت کی، خطیب نے داؤد بن محمد بن ابومعشر کے حال میں لکھا ہے:

حدث عن أبيه معشر كتاب المغازى، رواه عنه أحمد بن كامل القاضى. ۱۸

یعنی انہوں نے اپنے والد محمد سے اور انہوں نے اپنے والد ابومعشر سے کتاب المغازی کی روایت کی اور ان سے قاضی احمد بن کامل نے روایت کی۔

ابومعشر کی کتابُ المغازی کے ساتھ بھی اہل علم نے اعتناء کیا اور وہ مدتوں ان میں متداول رہی، فتح الباری کتاب المغازی میں بھی جابجا اس کے حوالے سے روایت موجود ہیں، مثلاً

وكذا جزم به موسى ابن عقبة وابو معشر والواقدى.

اُبومعشر نجیح السندھی کے بیٹے محمد بن اُبومعشر السندھی نے ''کتاب المغازی'' کو اپنے والد سے سنا اور روایت کیا اور ان کے دو بیٹوں داؤد اور حسن جو فن حدیث ومغازی کے عالم تھے اپنے والد (محمد بن اُبومعشر) سے اس کتاب کو سبقاً سبقاً پڑھا۔ مشہور سیرت نگار محمد بن عمر الواقدی (م ۲۰۷ھ) بھی آپ کے تلامذہ میں شمار ہوتے ہیں۔ آج یہ تالیف معدوم ہے لیکن اس کے کچھ اجزاء علامہ واقدی کی ''کتاب المغازی'' اور ابن سعد کی ''طبقات الکبری'' میں محفوظ ہیں، ابن جریر طبریؒ نے بھی آپ سے روایتیں اخذ کی ہیں۔ ۱۹

عبدالرحمٰن بن عمرو اوزاعی شامی:

ابوعمرو عبدالرحمٰن بن عمرو اوزاعی شامی متوفی ۱۵۷ھ رحمۃ اللہ علیہ کتاب السیر کے مصنف ہیں۔ عام قول کے مطابق یمن کے قبیلہ اوزاع سے ہیں جو ملک شام میں آباد ہو گیا تھا اور بعض اقوال کے مطابق وہ سندی الاصل ہیں، ان کا خاندان ملک شام میں حمیر کی شاخ اوزاع میں رہتا تھا اور ان کا علاقہ بھی اوزاع کے نام سے مشہور تھا۔

ابوزرعہ دمشقی نے کہا ہے کہ اوزاعی کا نام عبدالعزیز تھا، انہوں نے خود ہی عبدالرحمٰن نام رکھا۔ ان کی اصل سندھ کے قیدیوں سے تھی، وہ اوزاع میں رہتے تھے اور اس کی طرف نسبت کا غلبہ ہو گیا۔ ۲۰

امام اوزاعی عالم اہل شام اور ایک مستقل فقہی مسلک کے امام ہیں، جو صدیوں تک جاری رہا، انہوں نے عطاء بن ابی رباح، عبدالرحمٰن بن قاسم بن محمد اسحاق بن عبداللہ بن ابوطلحہ شداد بن عمار وغیرہ سے روایت کی اور اُن سے امام مالک، شعبہ بن حجاج، سفیان ثوری، عبداللہ بن مبارک، محمد بن شہاب زہری یحییٰ بن ابو کثیر اور قتادہ وغیرہ نے روایت کی، موخرالذکر تین حضرات امام اوزاعی کے شیوخ میں سے ہیں، ستر سال کی

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

عمر میں ۱۵۷ھ میں انتقال کیا۔۲۱

ابن ندیم نے ان کی تصانیف میں کتابُ السنن فی الفقہ ،اور کتاب المسائل فی الفقہ کا ذکر کیا ہے۔۲۲

امام محمد کی کتاب السیر الصغیر دیکھ کر امام اوزاعی نے کہا:

ما لاهل العراق و التصنيف فى هذا الباب فانه لا علم لهم بالسير و مغازى رسول الله صلى الله عليه وسلم واصحابه كانت من جانب الشام و الحجاز دون العراق فانها محدثة فتحاً. ۲۳

سیر کے باب میں اہل عراق کا حصہ ہے؟ کیونکہ ان کو سیر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ کے مغازی کا علم نہیں ہے، یہ مغازی شام اور حجاز میں ہوئے نہ کہ عراق میں کیونکہ عراق کی فتوحات نئی ہیں۔

اس کے بعد امام اوزاعی نے کتاب السیر لکھی اور اس کے جواب میں امام محمد اور قاضی ابو یوسف نے کتابیں لکھیں امام اوزاعی سیر ومغازی کے زبردست عالم تھے اور امام مالک پر اس بارے میں فوقیت رکھتے تھے، قاضی عیاض نے لکھا ہے:

قال بعضهم: اجتمع مالك والاوزاعى، فتناظرا فجعل الاوزاعى يجرما لكاً الى المغازى والسير، فقوى عليه، ولما رأى مالك ذلك جره الى غيرها من الفقه، فقوى مالك عليه. ۲۴

بعض لوگوں نے بیان کیا ہے کہ امام مالک وامام اوزاعی نے باہمی بحث ومناظرہ کیا، اوزاعی مالک کو مغازی اور سیر کے مباحث کی طرف لاکر غالب ہو گئے، جب مالک نے یہ دیکھا تو اوزاعی کو فقہی مباحث کی طرف لاکر ان پر غالب ہو گئے۔

اسی طرح ایک مرتبہ امام اوزاعی اور امام مالک میں فقہی وعلمی مباحثہ ہو رہا تھا اور امام اوزاعی غالب ہو رہے تھے تو امام مالک نے ان کو مُکاتَب اور مدبر کے مسئلہ میں الجھا کر غلبہ حاصل کیا۔۲۵

۳۔محمد بن ابراھیم الدیبلی:

محمد بن ابراھیم الدیبلی کی کنیت ابوجعفر ہے، یاقوت الحموی کے مطابق آپ کا تعلق بحرھند کے ساحلی شہر دیبل سے ہے۔۲۶ اور آپ اسی کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے الدیبلی کہلائے۔

علم تفسیر وحدیث کے میدان میں خدمات انجام دینے کے ساتھ ساتھ آپ نے فن سیر ومغازی میں بھی

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

مہارت حاصل کی اوراس عظیم فن کی خدمت میں کسی سے پیچھے نہ رہے۔حضوراکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وہ خطوط جوآپ نے مختلف مواقع پرتحریرکروائے تھے پرمشتمل ایک کتاب بھی آپ کی طرف منسوب ہےلہذا آپ نے شیخ محمد بن احمد بن یزید بن عبداللہ القرشی ابو یونس المدنی (م۲۵۵ھ) سے مکاتیب النبیؐ پرمشتمل ''جزالدیبلی'' کی روایت کی ہے۔۲۷

کریم بخش خالداپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں کہ قدیم عربی کتب میں سندھی علماءاوران کی تصانیف کے بارے میں کافی تفصیلات ملتی ہیں مثلاًابوجعفردیبلی اوران کی کتب''مکاتیب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم''اورامام سعودبن شیبہ بن حسن سندھی کی کتاب''مقدمہ کتاب التعلیم''جوانہوں نے حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نظریہ تعلیم کی وضاحت میں لکھی تھی ..... یہاں یہ امرپیش نظررہے کہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سلسلے میں ابوجعفر دیبلی کی کتاب''مکاتیب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم''سیرت پراولین تصانیف میں شمارکی جاتی ہے۔۲۸

ڈاکٹرانورمحمودخالد کے مطابق یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خطوط جمع کرنے کا کام بھی سب سے پہلے سندھ میں ہوا، چنانچہ تیسری صدی ھجری کے وسط میں اُبوجعفرالدیبلی نے''مکاتیب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم''کتاب لکھی جس کا واحدنسخہ فاس (مراکش) میں موجود ہے۔۲۹

''مکاتیب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' کے بارے میں غلام مصطفیٰ قاسمی صاحب نے لکھا ہے کہ''یہ بات نہایت مسرت انگیز ہے کہ یہ کتاب زمانے کی دست برد سے محفوظ رہی اورآج ہمارے پاس موجود ہے، سندھی ادبی بورڈ نے یہ اہم علمی فیصلہ کیا ہے کہ اس کتاب کا اصل مخطوطہ اوراس کا سندھی ترجمہ جلداز جلد شائع کیا جائے۔''۳۰

۴۔داؤدبن محمدبن اُبی معشر:

ابوسلمان داؤدبن محمد بن ابومعشر نجیح بن عبدالرحمٰن سندی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ صاحب المغازی ابو معشر سندی مدنی کے پوتے ہیں۔ان کے والدابوعبدالملک محمد بن ابومعشر متوفی ۳۴۴ھ اپنے والد سے ان کی کتاب المغازی روایت کرتے تھے،خطیب نے ان کے متعلق لکھا ہے:

حدث عن ابیه عن ابی معشر کتاب المغازی رواه عنه احمد بن کامل القاضی. ۳۱

یعنی داؤد نے اپنے والد سے،انہوں نے ابومعشر سے کتاب المغازی کی روایت کرکے اس کا درس دیااان سے قاضی احمد بن کامل نے روایت کی۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

قاضی ابوبکر احمد بن کامل بن خلف بغدادی متوفی ۳۵۰ھ احکام، علوم قرآن، نحو، شعر، ایامِ ناس اور تواریخ کے عالم تھے اور سیر کے موضوع پر ایک کتاب املاء کرائی تھی۔

غرض خطۂ سندھ کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ اِس نے ایسے علماء کو جنم دیا جنہوں نے تفسیر وحدیث کے ساتھ ساتھ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بے پناہ محبت وعقیدت کے مدنظر سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت وخدمت میں اپنا بھرپور کردار ادا کیا۔

III. علم فقہ

پہلی صدی ھجری میں ہی اسلام کے لئے ترقی وتقدم کی راہیں کھل گئی تھیں اور اس نے بحر و بر کے دور دراز فاصلوں کو طے کر کے برصغیر پاک و ہند کو بھی اپنی نمایاں آغوش شفقت میں لے لیا تھا۔ پھر یہاں بھی مختلف اسلامی علوم نے اپنے لیے جگہ بنائی۔ مفسرین ومحدثین نے بساطِ علم بچھائی اور فقہا نے بھی فہم وادراک کی مسندیں آراستہ کیں اور کتاب وسنت کی ضیا پاشیوں کی وساطت سے اپنے ملکی ماحول کے مطابق پیش آئندہ مسائل کی گرہ کشائی کے لئے کتابیں لکھیں، مدرسے قائم کیے اور وعظ وارشاد کی محفلیں سجائیں، غرض ہر طریق اور ہر نہج سے اپنی بات لوگوں کے دلوں میں اتارنے کی کوشش کی اور اس میں کامیاب بھی رہے۔

اس امر کے تاریخی شواہد موجود ہیں کہ مسلمان خطہ ہندوستان برصغیر میں تاجرانہ حیثیت سے آئے۔ بعد ازاں اموی دور میں باقاعدہ سندھ فتح ہوا اور یوں مسلمانوں کے اثر ورسوخ کا آغاز ہوا اور تاریخ سے واضح ہے کہ ان میں صحابی بھی تھے، تابعی بھی تھے، تبع تابعین بھی تھے اور دیگر صلحاء واولیاء بھی۔ ظاہر ہے انہوں نے سب سے پہلے انہی ذرائع کو ہدفِ توجہ ٹھہرایا ہوگا۔ جو آگے چل کر اس خطے میں فروغ دین اور اشاعت اسلام کا موجب بن سکیں اور واقعہ یہ ہے کہ انہوں نے یہی کیا۔ محمد اسحٰق بھٹی لکھتے ہیں: حضرت عمرؓ فاروق کے عہد میں عرب فوجوں نے ھند وسندھ سے راہ ورسم پیدا کر لی تھی۔ پھر حضرت عثمانؓ سے حضرت معاویہؓ تک مختلف صورتوں میں یہ سلسلہ جاری رہا۔ لیکن باقاعدہ فوجیں اموی خلیفہ عبدالملک بن مروان کے زمانہ میں (۹۳ھ) محمد بن قاسم نے اتاریں، جن کی پہلی منزل ساحل دریائے سندھ تھا۔ چونکہ یہ تابعین اور تبع تابعین کا زمانہ تھا اور ان حضرات میں سے اکثر کو حصولِ علم کے ساتھ ساتھ جنگ وجہاد سے بھی تعلقِ خاطر تھا اس لیے ظاہر ہے محمد بن قاسم کی فوج میں محدث، فقیہہ اور شاعر وغیرہ ہر قسم کے لوگ شامل ہوں گے۔[۳۲]

عبدالبر محمد قاسم (مہتم جامعہ قاسم العلوم، ملتان) لکھتے ہیں:

ان لوگوں نے اسلام واحکامِ اسلام (فقہ) کی دعوت دی ان اقدامات سے ثابت ہوا کہ

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

صحابہ کرامؓ اور تابعین و تبع تابعین و دیگر علماء نے ہندوستان کو فتح کر کے اسلام اور احکام (فقہ) کی بنیاد رکھی۔[۳۳]

غرض یہاں کی فضاء نے ابتداء ہی سے علوم شرعیہ سے تاثر پذیری کی صلاحیتیں اپنے اندر پیدا کر لی تھیں اور پھر اس دور میں اہل علم نے اپنے آپ کو علمی مساعی کے لئے وقف کر دیا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ جب سے برصغیر پاک و ہند اسلام سے روشناس ہوا ہے اس میں بے شمار علماء وفقہا پیدا ہوئے، جس میں عربی اور سندھی وھندی دونوں طرح کے علماء شامل تھے۔ یہاں کے ہزار سالہ دور اسلامی میں اس ملک نے متعدد حکمرانوں کو دیکھا اور انقلاب وتغیر کی مختلف لہروں سے اس کو دوچار ہونے کا اتفاق ہوا۔ لیکن ایک چیز نمایاں رہی وہ یہ کہ ہر دور میں اور ہر عہد حکومت میں، یہاں مختلف النوع علوم وفنون کا ہمیشہ چرچا رہا۔ بالخصوص حدیث وفقہ نے اس خطہ ارض میں خوب ترقی کی اور علمائے عظام کی ایک مضبوط جماعت ہر دور میں علم و حکمت کے موتی بکھیرنے میں مصروف عمل رہی۔ خالصتاً مطلق العنان اور شخصی عہدِ حکومت میں بھی علما وفقہا کو بڑی قدر اور احترام وتعظیم کی نظر سے دیکھا گیا۔

جن فقہائے عظام اور علمائے کرام کا کسی نہ کسی طور سندھ وھند سے تعلق رہا ہے، ذیل میں ان کا ذکر کیا جاتا ہے:

ا۔ أعلام وکتب

ا۔ مولانا اسلامی دیبلی:

۹۳ھ ھجری میں جب محمد بن قاسم نے سندھ پر حملہ کیا تو ان سے ملتے ہی بعض لوگ حلقہ اسلام میں داخل ہو گئے، ان میں سے ایک شخص مولائی اسلامی تھے جن کو تاریخ میں ''مولائے اسلامی دیبلی'' بھی کہا گیا ہے۔ نہایت فہم وفراست کے مالک تھے اور پڑھے لکھے ہونے کی وجہ سے راجہ داہر کے سرکاری حلقوں سے تعلق رکھتے تھے۔ اسلامی تعلیم بھی انہوں نے بہت جلد حاصل کر لی، جس کی وجہ سے انہوں نے محمد بن قاسم کا اعتماد بھی حاصل کر لیا تھا۔[۳۴]

چچ نامہ کی روایت کے مطابق محمد بن قاسم نے وادی سندھ میں قدم رکھا اور حالات کا جائزہ لیا تو اپنے ایک شاہی مشیر کو قاصد کی حیثیت سے داہر کے پاس بھیجا اور بطور ترجمان مولائے اسلامی کو ان کے ساتھ روانہ کیا۔ یہ داہر کے دربار میں پہنچے تو مروجہ درباری آداب بجالائے اور راجہ کو سر جھکا کر سلام کیے بغیر بیٹھ گئے۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

داہر ان کو جانتا تھا لیکن اسے یہ معلوم نہ تھا کہ یہ مسلمان ہو گئے ہیں، لہذا اس نے سلام وکورنش کے تقاضے پورے نہ کرنے کی وضاحت طلب کرتے ہوئے پوچھا:

چرا برقرار قانون شرط خدمت را اقامت ننمودی ، مگر ترامنع وز جو کردہ اند. ۳۵

تم نے درباری آداب وقواعد کی شرط پوری کیوں نہیں کی؟ شاید تمہیں اس سے روک دیا گیا ہے؟

مولائی جواب گنت: من آن وقت درکیش شما بودم، واجب بودی برمن تاشرت عبودیت بجا آور دم۔ واکنوں بعز اسلام مشرف گشتہ ام و تعلق مابہ پادشاہِ اسلام شد، شرط نبا شد کہ پیش کافر سرفرو دآرم۔ ۳۶

مولائے اسلامی نے جواب دیا: جب تمہارے مذہب میں داخل تھا، اس وقت درباری نوعیت کی بندگی ونیازمندی کے قواعد پر عمل کرنا میرے لیے ضروری تھا۔ لیکن اب کہ میں شرفِ اسلام سے مشرف ہوں اور میرا تعلق بادشاہ اسلام سے قائم ہو چکا ہے، مجھ پر کافر کے آگے سر جھکانا واجب نہیں رہا۔

راجہ داہر کو ان کے اس جواب پر سخت غصہ آیا اور اس نے مولائے اسلامی سے کہا:

اگر تو رسول نہ بودی تراسیاست فرمودم تاترا بعقوبت بکشندی۔ ۳۷

ترجمہ: اگر تو قاصد نہ ہوتا تو میں تجھے اس قدر سزا دیتا کہ تو موت کے گھاٹ اتر جاتا۔

مولائے اسلامی نے جواب دیا:

اگر اتفاق تو برکشتن ماست، عرب رازیانی نبا شدد بجہت یا زطلب خون ماانصاف ستانان ہستند بمطالبت تو کناف باشند۔ ۳۸

اگر تو مجھے قتل بھی کر دے تو اس سے عربوں کو کوئی نقصان نہ پہنچے گا۔ میرے خون کا انتقام لینے والے موجود ہیں جن کا ہاتھ تیرے دامن تک ہر حال میں پہنچ کر رہے گا۔

مولانا محمد اسحاق بھٹی نے اپنی تالیفات ''برصغیر پاک وہند میں علم فقہ'' اور ''فقہائے ہند'' میں ان کو قرن اول کے فقہا میں شمار کیا ہے۔ ۳۹

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

۲۔موسیٰ بن یعقوب ثقفی:

موسیٰ بن یعقوب ثقفی مشہور فقیہ تھے۔۴۰ یہ عربی نژاد اور تابعی تھے اور محمد بن قاسم کے زمانے میں سندھ میں سکونت پذیر ہوئے، ان کا تعلق قبیلہ بنوثقیف سے تھا۔۴۱ لیکن سندھی مشہور تھے کیونکہ انہوں نے تمام زندگی سندھ میں بھی بسر کی۔۴۲

حدیث وفقہ میں ماہر ہونے کی وجہ سے محمد بن قاسم نے ۹۳ھ میں ان کو شہرارور کی مسندِ قضاء وخطابت پر فائز کر دیا۔ یہ پورے سندھ کے قاضی القضاۃ بھی رہے، محمد بن قاسم نے احنف بن قیس کے نواسے رواح بن اسد کو وہاں کا والی بھی مقرر کیا۔۴۳

ان تمام واقعات کو چچ نامہ اور نزھۃ الخواطر میں تفصیلاً بیان کیا گیا ہے چونکہ موسیٰ بن یعقوب ثقفی کا ذکر محدثین کے ضمن میں قدرے تفصیل سے گزر چکا ہے اس لیے تکرار کے خدشے کے مدنظر یہاں اختصار سے کام لیا گیا۔

موسیٰ بن یعقوب خود بھی علوم شریعت میں ماہر تھے اور ان کا خاندان بھی علمی وفقہی اعتبار سے، دیارِ ھند کا مشہور ترین خاندان تھا، اس خاندان کے ہر بزرگ کو صدرالامام الاجل، بدرالملۃ والدین، صدرالسنۃ ونجم الشریعۃ کے پر اعزاز القاب سے ملقب کیا گیا۔ یہ خاندان سلطان شمس الدین (م۶۳۳ھ) کے عہد تک موجود تھا، کمال الدین اسماعیل بن علی بن محمد ثقفی ایک بہت بڑے عالم تھے۔ چچ نامہ عربی زبان میں ان ہی کے بزرگوں میں سے کسی اہل علم نے تصنیف کیا، جس کو بعد میں ابن علی کوفی نے فارسی میں منتقل کیا۔۴۴

۳۔کہمس بن حسن قیسی:

کہمس بن حسن قیسی تمیمی ان کی کنیت ابوالحسن تھی۔۴۵ یہ تابعی تھے۔ کہمس نے محمد بن قاسم کی کمان میں سندھ پر حملہ کیا، عبادت وزہد میں منفرد تھے۔ ابن سعد نے ان کو طبقہ رابعہ کے بصری فقہا ومحدثین میں سے شمار کیا ہے۔ یہ حضرت حسن بصری کے بیٹے تھے۔۴۶

علم حدیث میں ان کو درک حاصل تھا، امام احمد بن حنبل، ابن حبان اور ابن معین نے ان کو ثقہ قرار دیا ہے، انہوں نے عبداللہ بن بریدۃ، عبداللہ بن شفیق، عقیلی، محمد بن عمرو، مصعب بن ثابت وغیرہ سے روایت لیں اور خود کہمس سے معاذ بن معاذ، خالد بن حارث، نضر بن شمیل، مقری اور وکیع بن جراح نے سماعتِ احادیث کی۔۴۷

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

نہایت عبادت گزار، حلیم الطبع اور منکسر المزاج تھے۔قرآن مجید کی تلاوت کثرت سے کرتے تھے اور خشیت الٰہی سے آنکھوں میں آنسو تیرتے رہتے تھے، درس حدیث کا سلسلہ قائم تھا، نہایت توجہ اور دل جمعی سے طلبا کو حدیث پڑھاتے تھے۔ بصرہ کے رہنے والے تھے لیکن والدہ کی وفات کے بعد مکہ معظّمہ آ گئے اور ۹۳ھ میں محمد بن قاسم کے ساتھ جہاد سندھ میں شامل ہو گئے۔

کہمس عابد و زاہد ہونے کے ساتھ ساتھ بہت جری اور بہادر تھے۔ کافی عرصہ سندھ میں رہے اور لوگوں کی علمی اور اخلاقی تربیت کو اپنا مطمع نظر ٹھہرائے رکھا۔ ۱۴۹ھ میں وفات پائی۔ ۴۸

۴۔مکحول بن عبداللہ سندھی:

امام مکحول کی کنیت ایک روایت کے مطابق ابوعبداللہ اور دوسری روایت کے مطابق ابوایوب تھی۔آپ کے والد کا نام عبداللہ تھا۔ ۴۹

علماء رجال کے مطابق آپ کابل کے قیدیوں میں سے تھے۔

كان من سبي كابل ۵۰

علومِ قرآن اور حدیث میں مہارت کے سبب انہیں ''امام السند والشام'' کہا جاتا تھا۔ سندھ اور شام دونوں ملکوں میں طویل قیام کی وجہ سے ان کی نسبت شام کی طرف بھی کی جاتی تھی اور سندھ کی طرف بھی۔ ابن قتیبہ لکھتے ہیں:

قال ابن عائشة كان مكحول الشامي مولى لامراة من قيس و كان سنديا. ۵۱

یعنی مکحول قبیلہ قیس کی ایک عورت کے آزاد کردہ غلام تھے اور سندھی تھے، لیکن ابن ندیم نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ امام مکحول قبیلہ بنی ہذیل کی ایک خاتون کے آزاد کردہ غلام تھے:

مولى لامرأة من هذيل. ۵۲

اموی دور میں شام اور عراق اسلامی فقہ کے دو اہم مراکز تھے اور ان دونوں مقامات سے ہندوستان اور مشرقی عالم اسلام کا انتظامی تعلق تھا۔ اس لیے یہاں کے فقہی مسلک کو ان ملکوں میں قبول عام حاصل ہوا۔ عراق میں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے سلسلہ تلامذہ میں ابراھیم نخعی (۹۶ھ)، حماد بن سلیمان (۱۱۰ھ)، امام ابوحنیفہؒ (۱۵۰ھ) وغیرہ اپنے اپنے انداز میں کتاب وسنت کی روشنی میں شرائع واحکام مرتب کر رہے تھے اور شام میں امام مکحول شامی (۱۱۳ھ)، امام ابن شہاب زہری (۱۲۴ھ) اور امام اوزاعی (۱۵۹ھ) وغیرہ اپنے انداز میں کام کر رہے تھے اور حجاز میں حضرات فقہائے سبعہ اور ان کے تلامذہ اسلامی فقہ کی تفریع وتشریع کی

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

خدمت انجام دے رہے تھے، اس دور کے سندھی وھندی االاصل علماء میں امام مکحول کو فقہ میں خاص شہرت حاصل تھی، ابوحاتم کا قول ہے کہ

ما اعلم بالشام افقه من مكحول. ۵۳

میرے علم میں ملک شام میں امام مکحول سے بڑا کوئی فقیہ نہیں ہے۔

مکحول کی زبان صاف نہ تھی اور عربی نہ بول پاتے تھے۔ لہجے میں عجمیت نمایاں تھی۔ زبان میں لکنت بھی تھی اور لہجہ ایسا تھا کہ 'ق' کو 'کاف' بولتے تھے۔ ث، س اور ص میں فرق نہ کر پاتے تھے۔ ع اور الف میں ان کے ہاں کوئی امتیاز نہ تھا۔ اس کے باوجود امام ذھبی ان کو 'عالم اہل الشام' قرار دیتے ہیں اور حافظِ حدیث اور ماہر فقہ کی حیثیت سے ان کا ذکر کرتے ہیں۔

آپ نے ابوامامہ باھلی،، واثلہ بن اسقع، انس بن مالک، محمود بن ربیع وعبدالرحمٰن ابن غنم، ابوادریس خولانی، ابوسلام محطور سے روایت حدیث کی۔ ۵۴

ان سے ایوب بن موسیٰ، علا بن الحارث، زید بن واقد، ثور بن یزید، حجاج بن ارطاۃ، فقیہ شام امام اوزاعی، سعید بن عبدالعزیز اور بہت سے ائمہ حدیث نے اخذ علم کیا۔ ۵۵ أبواسحاق شیرازی لکھتے ہیں کہ

كان معلم الاوزاعي وسعيد بن عبدالعزيز، وعبدالرحمن ويزيد ابنا يزيد بن جابر. ۵۶

یعنی مکحول، اوزاعی، سعید بن عبدالعزیز، عبدالرحمٰن اور یزید کے استاد تھے۔

امام مکحولؒ نے فقہ کے موضوع پر دو کتابیں تصنیف کیں۔ ابن ندیم نے اپنی کتاب الفہرست میں امام مکحول کے تذکرے میں ان دونوں کتابوں کا تذکرہ کیا ہے:

ولهٗ من الكتب: كتاب السنن في الفقه. كتاب المسائل في الفقه. ۵۷

سعید بن عبدالعزیز کہتے ہیں کہ میں نے مکحول سے سنا، وہ کہتے تھے کہ میں نے طلبِ علم کے لئے متعدد بلاد وامصار اور بہت سے علاقوں کا سفر کیا، مصر گیا تو وہاں کے پورے علم پر حاوی ہو گیا۔ عازمِ شام ہوا تو وہاں کے تمام علماء محدثین کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان کی شاگردی اختیار کر کے سب علوم کو سمیٹ لیا۔ پھر عراق کے لئے رختِ سفر باندھا اور وہاں کے ائمہ حدیث سے کسبِ فیض کیا۔ اس کے بعد مدینہ منورہ پہنچے اور وہاں کے علم سے بہرہ اندوز ہوا۔ ابوسہر، سعید سے روایت کرتے ہیں:

لم يكن في زمان مكحول أبصر بالفتا منه وكان لا يفتي حتى يقول لاحول ولا

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

قوة الا بالله. ۵۸

یعنی مکحول اپنے زمانے کے بہت بڑے مفتی تھی اور لاحول ولاقوۃ الا باللہ کہے بغیر فتوی نہیں دیتے تھے۔

ابوسہر اور بعض دیگر حضرات کا بیان ہے کہ سندھ کے اس جلیل القدر محدث وفقیہ نے ۱۱۳ھجری میں وفات پائی۔

مات سنة عشرة ومائة. ۵۹

لیکن ابن ندیم نے آپ کا سن وفات ۱۱۶ھ بتایا ہے:

توفي سنة ست عشرة ومائة. ۶۰

۵۔عبدالرحمٰن بن عمرو الأوزاعی:

نام ونسب عبدالرحمٰن بن عمرو بن یحمد الدمشقی اور کنیت ابوعمرو ہے۔۶۱ آپ تبع تابعی اور بہت بڑے مجتہد، عالم حدیث اور فقیہ تھے۔۶۲ ذھبی ان کو اسیران سندھ میں شمار کرتے ہیں:

كان من سبى السند. ۶۳

علم حدیث میں ان کی بے شمار خدمات ہیں، علم حدیث بڑے بڑے ائمہ محدثین سے حاصل کرنے کے بعد خود بھی مسند درس پر متمکن ہوئے اور ان سے نامور ائمہ حدیث نے استفادہ کیا جس کا تفصیلی تذکرہ محدثین کے ضمن میں گزر چکا ہے۔

امام اوزاعی علم فقہ میں درجہ کمال رکھتے تھے اور اپنے دور کے عالی قدر فقہا میں آپ کا شمار ہوتا ہے اور فقہ کے موضوع پر آپ کی دو کتابوں کا بھی تذکرہ ملتا ہے۔

وله من الكتب: كتاب السنن فى الفقه ، كتاب المسائل فى الفقه. ۶۴

یعنی فقہی احکام ومسائل پر آپ نے کتاب السنن فی الفقہ اور کتاب المسائل فی الفقہ تصنیف کیں۔ابن ندیم نے امام مکحولؒ کی طرف جو کتابیں منسوب کی ہیں ان کے بھی یہی نام ہیں۔آپ کا فقہی مسلک شام اور اندلس میں مدتوں جاری رہا۔۶۵

ان کی صالحیت اور تدین وتقوی کا یہ عالم تھا کہ ملوک وسلاطین حصولِ علم وادب کے لئے اپنے بچوں کو ان کی خدمت میں بھیجتے تھے۔گفتگو میں نہایت محتاط تھے، ضرورت سے زیادہ بات زبان سے نہ نکالتے تھے۔ ان کے بعض ہم عصر علماء نے ان کو اپنے دور کے ''عالم الامت'' قرار دیا ہے۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

اس عظیم المرتبت محدث وفقیہ نے باختلاف روایات ۱۵۷ھ یا ۱۵۸ھ کوکم وبیش بہتر سال کی عمر میں وفات پائی۔ ٦٦ موت اس طرح واقع ہوئی کہ بیروت کی ایک سرائے میں مقیم تھے کہ اس کے حمام میں گئے، پاؤں پھسلا اور گر گئے اور بیہوش ہو ہو گئے اور اسی حالت میں روح قفسِ عنصری سے پرواز کر دگئی۔

٦۔عمرو بن عبید بن باب السندی:

عمرو بن عبید بن باب السندی کی کنیت ابوعثمان تھی اور معتزلی تھے، قبیلہ بنو تمیم کے آزاد کردہ غلام تھے۔ ٦٧ ان کے دادا (باب) دراصل کابل کے رہنے والے تھے، وہاں سے سندھ آئے اور باب السندی کے نام سے مشہور ہوئے بعدازاں یہ خاندان بصرے میں جا کر آباد ہو گیا تھا۔ ٦٨

عمرو بن عبید بن باب السندی نے حضرت حسن بصریؒ سے بہت سی حدیثیں روایت کیں ہیں مثلاً آپ مندرجہ ذیل حدیث میزان الاعتدال میں درج ہے لیکن محدثین کے مطابق حدیث میں ان کی کوئی حیثیت نہ تھی یعنی:

أبو معمر، حدثنا عبدالوارث، حدثنا عمرو، عن الحسن، عن أنس بن مالك، قال: صليت مع رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم **فلم يزل يقنت بعد الركوع في صلاة الغداة حتى فارقتهٗ.** ٦٩

ليس بشيء في الحديث. ٧٠

یہ اپنے مذہب معتزلہ کے بہت بڑے مفتی تھے اور بڑے عابد و زاہد تھے، خلیفہ منصور ان کے بہت بڑے معتقد تھے۔ انہوں نے ۲۴۳ھ میں وفات پائی۔ ٧١

۷۔ابراھیم بن السندی بن شاہک:

ابراھیم بن السندی بن شاہک، سندھی بن شاہک کے فرزند تھے۔ ٧٢ اس خاندان میں جہاں علم دین کی درس وتدریس کے ذریعہ خدمت کی، وہاں اسلامی حکومتوں میں اہم ذمہ داریوں پر فائز رہے، سندھی بن شاہک قاضی رہے اور شام کے والی بھی رہے۔ ٧٣

ابراھیم بن سندھی بن شاہک بہت سے علوم وفنون کی طرح علم فقہ میں بڑی جامعیت رکھتے تھے۔ اپنے خاندان کی طرح یہ بھی علمی خصوصیات کے حامل تھے اور تاحیات علم حدیث وفقہ کی خدمت کرتے رہے۔ قاضی اطہر مبارکپوری آپ کے تذکرے میں لکھتے ہیں:

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

فأما ابراهيم فانه كان خطيباً، وكان ناسباً وكان فقيها وكان نحوياً عروضيا، وحافظا للحديث، وكان يتكلم بكلام رؤبة. ۴ے

۸۔ فتح بن عبداللہ السندی:

فتح بن عبداللہ کی کنیت ابونصر ہے۔ یہ سندھی تھے اور فقیہ ومتکلم تھے، آپ حد درجہ حق گو، صاف بیان اور عالم وفاضل تھے۔ آپ نے فقہ وکلام کی تعلیم ابوعلی محمد بن عبدالوہاب ثقفی سے حاصل کی اور حسن بن سفیان وغیرہ سے روایتِ حدیث کی۔

فتح بن عبدالله الفقيه ابو النصر السندى المتكلم مولى لآل حسن بن الحكم ثم عتق و قرأ الفقه و الكلام على ابى على الثقفى، سمع من الحسن بن ابى سفيان وغيره و حدث. ۵ے

یعنی فتح بن عبداللہ کی کنیت اُبونصر تھی اور سندھی کے نام سے معروف تھے آپ فقیہ اور متکلم بھی تھے اور آل حسن بن حکم کے غلام تھے جو بعد میں آزاد کئے گئے، آپ نے علم فقہ وکلام کی تعلیم علامہ ابوعلی ثقفی سے حاصل کی اور حسن بن اُبی سفیان سے سماعت وروایت کی۔

فتح بن عبداللہ سندھی کے بارے میں، عبداللہ بن حسین سے ایک واقعہ بیان کیا جاتا، اس روایت کے الفاظ یہ ہیں:

حدثنى عبدالله بن الحسين قال كنا يوماً مع أبى نصر السندى وفينا كثرة حواليه ونحن نمشى فى الطين، فاستقبلنا شريف سكوان ، قدو قع فى الطين، فلما نظر الينا، شمه أبو نصر ، وقال نافق يا عبد، أنا كما ترى، و أنت تمشى وخلقك هٰولاءِ فقال له أبو نصر اليها الشريف، تدرى لم هذا؟ لا فى متبع اثار جدك وأنت متبع اثار جدى. ۶ے

یعنی عبداللہ بن حسین کہتے ہیں، ایک روز ہم ابونصر سندھی کے ساتھ دھول اور کیچڑ سے اٹی ہوئی زمین میں جارہے تھے اور ان کے بہت سے مداحین ومتاثرین بھی ساتھ تھے، ہم نے دیکھا کہ ایک شہزادہ مدھوشی کی حالت میں زمین پر خاک اور کیچڑ میں لت پت پڑا ہے۔ اس نے ہماری طرف نظر اٹھا کر دیکھا تو ابونصر نے منہ قریب کر کے اس کو سونگھا اس کے منہ سے شراب کی بو آرہی تھی۔ شہزادے نے ابونصر سے کہا ''او غلام! میں جس حالت میں پڑا ہوں تم دیکھ رہے ہو لیکن تم ہو کہ اطمینان سے چلے جارہے ہو، اور اتنے لوگ تمہارے پیچھے

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

جارہے ہیں''۔ابونصر نے بے باکی سے جواب دیا،شہزادے تمہیں معلوم ہے اس فرق مراتب کی کیا وجہ ہے؟ بات یہ ہے کہ میں نے تمہارے آباواجداد کی پیروی شروع کردی ہے اورتم میرے آباؤاجداد کے نقشِ قدم پر چل پڑے ہو۔

۹۔عبداللہ بن محمد العلوی:

عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن حسن بن حسن بن علیؓ آپ کا سلسلہ نسب پانچویں پشت میں حضرت علیؓ سے ملتا ہے۔ یہ عبداللہ اشتر کے نام سے مشہور تھے اور ہاشمی وقرشی بھی تھے۔ان کے والد ماجد کو محمد نفسِ زکیہ اور جد امجد کو عبداللہ المحض کہا جاتا ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت سے یہ پہلے شخص ہیں،جن کی ارض ھند، سعادت اندوز ہوئی۔ یہ مدینہ منورہ پیدا ہوئے اور وہیں پرورش پائی۔حدیث وفقہ کی تعلیم اپنے عظیم القدر باپ محمد نفسِ زکیہ سے حاصل کی۔عباسی خلیفہ منصور کے ایام خلافت میں وارد ھند ہوئے،اس زمانے میں منصور کی طرف سے عمر بن حفص عتکی علاقہ سندھ کے منصب ولایت پر متمکن تھا۔

عبدالله بن محمد بن عبدالله بن الحسن بن علی بن ابی طالب الهاشمی القرشی المشهور بعبد الله الأشتر بن محمد النفس الزكية بن عبدالله المحض، وهو أول من وطی أرض الهند من هل بيت النبی صلی الله عليه وسلم فيما أظن، ولد ونشأ بالمدينة و تفقه علی أبيه وجده وقدم الهند فی أيام المنصور العباس. ۷۷

۱۰۔احمد بن محمد منصوری:

أبوالعباس احمد بن محمد بن صالح تمیمی منصوری سندھی، چوتھی صدی ھجری کے بہت بڑے محدث تھے اور منصورہ میں منصب قضاء پر فائز تھے۔مسلکاً ظاہری تھے،ابن ندیم ان کے بارے میں لکھتے ہیں کہ

..... **علی مذهب داؤد، من أفاضل الداود يين وله كتب جليله حسنة كبار، منها كتاب المصباح كبير كتاب الهادی، و كتاب النير.** ۷۸

یعنی ابوالعباس،امام داؤد ظاہری کے مسلکؒ سے تعلق رکھتے تھے اوران کے افاضل میں سے تھے۔وہ بہترین اورعمدہ کتابوں کے مصنف بھی ہیں جو بڑی ضخیم ہیں،جن میں سے کتاب المصباح کبیر،کتاب الہادی اور کتاب النیر الائق ذکر ہیں۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

ابو اُسحاق شیرازی نے ان کے بارے میں لکھا ہے کہ قاضی ابوالعباس مصنفِ کتاب النیر نے اپنے آزاد کردہ غلام سے اخذِ علم کیا۔ بغداد گئے اور وہاں تعلیم حاصل کی اور منصورہ واپس چلے گئے۔

صاحب کتاب النیر، أخذ العلم عن مملوك أبيه الذى أعتقه، خرج الى بغداد و تعلم وعاد الى المنصور، ثم انتقل الى طبقة أخرى. ۷۹

اَبوالعباس منصوری علمی اعتبار سے بلند مرتبہ کے حامل تھے، اسی لیے ان کو منصورہ جیسے اہم اور مرکزی شہر کا عہدہ قضا تفویض کیا گیا، اپنے مسلک اور مرتبہ فی الحدیث وفقہ کی وجہ سے وادی سندھ میں اس خاندان کو عزت وتکریم کی نظر سے دیکھا جاتا تھا۔

۱۱۔ابن اَبی الشوارب:

محمد بن ابی الشوارب منصورہ کے قاضی تھے اور ان اصحاب حدیث وارباب فقہ میں سے تھے جو عباسی خلیفہ معتقد باللہ کے حکم سے ۲۸۳ھ میں عراق سے سندھ آ کر اقامت گزین ہو گئے تھے۔ جلیل القدر عالم دین تھے۔ یہ صرف چھ مہینے تک منصورہ کے منصب پر فائز رہے اور ۲۸۳ھ میں وفات پا گئے۔۸۰

عراق میں بالعموم اور بغداد میں بالخصوص ان کو بڑی قدر ومنزلت حاصل تھی۔ اس کا اندازہ اس سے کیجیے کہ ان کے قیام بغداد کے زمانے میں خود خلیفہ بغداد اور عباسی شہزادے ان کی خدمت میں حاضر ہوتے اور ان کے فیوض علمیہ سے استفادہ کرتے، قاضی محمد بن الشوارب کے بعد، ان کے بیٹے علی کو منصورہ کے منصب قضاء پر متعین کیا گیا۔ ان کا خاندان چوتھی صدی ہجری کے ابتداء تک منصورہ میں موجود تھا۔

ان فقہا حضرت کے علاوہ ربیع بن صبیح سعدی، نجیح بن عبدالرحمٰن سندھی اور محمد بن ابومعشر کا شمار بھی فقہا میں سے ہوتا تھا لیکن علم فقہ کے ضمن میں ان خدمات سامنے نہ آسکیں۔ ان حضرات کے علاوہ چوتھی صدی ہجری میں علی بن احمد بن محمد الدیبلی کو بھی علم فقہ میں درک حاصل تھا اور ان کی طرف ''کتاب اُدب القضا'' بھی منسوب ہے۔۸۱

مذکورہ بالا تمام اعلام وکتب کے مختصر مطالعے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ قرن اول ودوم میں صرف بلاد عرب ہی سیرت وفقہ جیسے اہم علوم کی خدمت میں مصروف نہ تھے بلکہ سرزمین ہندوستان بھی اس مقدس خدمت کی ادائیگی میں پورے اخلاص اور محنت سے مگن رہے۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

حوالہ جات وحواشی

۱۔ ابن حجر،احمد بن علی ، فتح الباری ، کتاب الجهاد و السیر(المطبعة البهية المصرية، مصر، ۱۳٤۸) ۲/٦

۲۔ ابن الهمام،ن عبدالواحد (م۸٦۱ھ) شرح فتح القدیر (دارالسلام للنشر والتوزیع، الریاض، الطبعة الاولیٰ، ۱٤۲۰ھ/۱۹۹۹م) ٤۱۷/٥

۳۔تھانوی،قاضی محمد اعلیٰ،کشاف اصطلاح الفنون

۴۔مبارکپوری،قاضی اطہر،تدوین سیرومغازی(دارالنور،لاہور،۲۰۰۵)ص:۱۵

٥۔الحاکم النیسابوری، معرفة العلوم الحدیث (دارالکتب المصریة، القاهرة، ۱۹۳۷م) ص:۲۳۸

٦۔مبارکپوری،قاضی اطہر،تدوین سیرومغازی(دارالنورمطبع قدوسیہ اسلامک پریس،لاہور)ص:۱۷

۷۔داناپوری،عبدالرؤف،اصح السیر فی ھدی خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم (نورمحمد کارخانہ تجارت کتب،کراچی) ص:۸

۸۔تدوین سیرومغازی،ص:۱۷۲

۹۔تدوین سیرومغازی،ص:۱۷۳ ۱۰۔أیضاً

۱۱۔غلام مصطفیٰ قاسمی،سندھ میں علم سیرت کی ابتداءوارتقاء،(مترجم:رحمت فرخ آبادی)،المعارف(ماہنامہ) (ادارہ ثقافت اسلامیہ،لاہور،جلد۱۲،شمارہ۱۲،دسمبر۱۹۷۹ء)ص:٦

۱۲۔انورمحمود خالد،ڈاکٹر،اُردو نثر میں سیرت رسولؐ(اقبال اکادمی پاکستان،لاہور،۱۹۸۹ء)ص:۱۹۵

۱۳۔الخطیب بغدادی، احمد بن علی (م٤٦۳ھ)، تاریخ بغداد(دارالکتب العربیة، بیروت، الطبعة الاولیٰ، ۱٤۱۷ھ/۱۹۹۷م) ٤۲۷/۱۳

۱٤۔ابن الندیم، محمدبن أبی یعقوب (م۳۸۰ھ)،الفهرست،دارالکتب العلمیة، بیروت، الطبعة الثانیة، ۱٤۲۲ھ/۲۰۰۳م، ص:۱٤۸

۱۵۔تدوین سیرومغازی،ص:۲۱۴ ۱٦۔ تاریخ بغداد، ٤۲۸/۱۳

۱۷۔تدوین سیرومغازی،ص:۲۱۵ ۱۸۔ تاریخ بغداد، ٤۲۸/۱۳

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

١٩ ـ الذهبی، محمد بن عثمان، (م٧٤٨ھ)، تذكرة الحفاظ، دائرة المعارف (حيدر آباد دكن،(الهند) ١٣٣٣ھ) ٢١٧/١ ؛ شذرات الذهب، ٢٧٨/١ ؛ اردودائرہ معارف اسلامیہ (دانش گاہ پنجاب، لاہور، طع اول، ۱۳۹۵ھ/۱۹۷۵) م۱/۹۱۳

۲۰۔تدوین سیر ومغازی، ص:۲۹۹

٢١ ـ تهذيب التهذيب، ٢٣٨/٦ ؛ تذكرة الحفاظ، ١٦٨/١

٢٢ ـ الفهرست، ص:٣١٨

٢٣ ـ السرخسی، شرح كتاب السير الكبير (دارالكتب العلمية، ۱۴۱۷ھ) ۴/۱

٢٤ ـ القاضي عياض، ترتيب المدارك (منشورات دارمكتبة الحياة، بيروت، ۱۳۸۷ھ) ۲۲۷/۱

٢٥ ـ الجرح و التعديل، ٨٥/١　　٢٦ ـ معجم البلدان، ٤٩٥/٢

۲۷۔تذکرہ علمائے دیبل، ص:۳۳۶　　۲۸۔کریم بخش خالد، سیرۃ النبیؐ سندھ کے ادبی سرمایہ کا جائزہ، (مترجم: رحمت فرخ آبادی)، المعارف (ماہنامہ) (ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور، جلد۱۳، شمارہ ۸، اگست ۱۹۸۰ء) ص:۳

۲۹۔اردو نثر میں سیرت رسولؐ، ص:۱۹۶　　۳۰۔سندھ میں علم سیرت کی ابتداء وارتقاء، ص:۷

٣١ ـ تاريخ بغداد، ٣٢٧/٣

۳۲۔بھٹی، محمد اسحٰق، قدیم دور کے چند سندھی فقہائے کرام، المعارف (ماہنامہ) (ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور، ج:۷، شمارہ:۱، جنوری ۱۹۷۴ء) ص:۴۳

۳۳۔عبدالبر محمد قاسم، تاریخ فقہا (مکتبہ قاسمیہ، ملتان، ۱۹۹۸ء) ص:۳۴

۳۴۔بھٹی، محمد اسحاق، برصغیر پاک وہند میں علم فقہ (ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور) ص:۲۱ ؛ فقہائے ہند، ۶۴/۱

۳۵۔چچ نامہ، ص:۱۳۶　　۳۶۔أیضاً　　۳۷۔چچ نامہ، ص:۱۳۷

۳۸۔ایضاً　　۳۹۔برصغیر پاک وہند میں علم فقہ، ص:۲۱ ؛ فقہائے ہند، ۶۴/۱

٤٠ ـ نزهة الخواطر، ٨٠/١

۴۱۔فقہائے ہند، ۶۲/۱ ؛ برصغیر میں اسلام کے اولین نقوش، ص:۱۱۱

۴۲۔برصغیر پاک وہند میں علم فقہ، ص:۲۱　　۴۳۔چچ نامہ، ص:۲۲۵ ؛ نزهة الخواطر، ٨٠/١

۴۴۔تاریخ سندھ، ص:۳۵۶

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

۴۵۔تهذيب التهذيب، ٤٥٠/٨　　٤٦۔ طبقات ابن سعد، ٢٧٠/٧

٤٧۔ تهذيب التهذيب، ٤٥١/٨ ؛ صفة الصفوة ، ٤٣٤/٣

۴۸۔برصغیر میں اسلام کے اولین نقوش،ص:۱۰۸　　۴۹۔تهذيب التهذيب، ٢٨٩/١٠

٥٠۔ طبقات الفقهاء، ص:٥٣　　٥١۔ المعارف، ص:٢٢٠

٥٢۔ الفهرست، ص:٣٧٦　　٥٣۔ العقد الثمين، ص:٢٨٤

٥٤۔ تهذيب التهذيب، ٢٨٩/١٠ ؛ العقد الثمين، ص:٢٨٤

٥٥۔ تهذيب التهذيب، ٢٨٩/١٠　　٥٦۔ طبقات الفقهاء، ص:٥٣

٥٧۔ الفهرست، ص: ٣٧٦

٥٨۔ طبقات الفقها، ص:٥٣　٥٩۔ المعارف، ص:٢٢٠ ؛ وفيات الاعيان، ٣٦٨/٤

٦٠۔ الفهرست ،ص:٣٧٦

٦١۔تهذيب التهذيب، ٢٣٨/٦　　۶۲۔فقہائے ہند،۱/۴۷

٦٣۔ تذكره الحفاظ، ١٦٨/١　　٦٤۔ الفهرست، ص:٣٧٦

۶۵۔مبارکپوری،قاضی اطہر،ساتویں صدی کے رجال السندوالہند،معارف(ماہنامہ)(دارالمصنفین،اعظم گڑھ،ج:۸۱،شمارہ۲،ص:۱۴۱،۱۴۲،فروری۱۹۵۸ء)　　٦٦۔ تذكرة الحفاظ، ١٦٨/١

٦٧۔ طبقات ابن سعد ،٢٧٣/٧ ؛ تهذيب التهذيب، ٧٢/٨

٦٨۔ العقد الثمين، ص:٢٢٤　　٦٩۔ ميزان الاعتدال،٢٧٥/٣

٧٠۔ طبقات ابن سعد، ٢٧٣/٧　　٧١۔ العقد الثمين، ص:٢٢٤

٧٢۔ رجال السند و الهند ،ص:٧٠　　۷۳۔ علم حدیث اور پاکستان میں اس کی خدمت،ص:۱۹۷

۷۴۔ رجال السند و الهند، ص: ٧٠ ؛ ساتویں صدی کے رجال السندوالہند،ص:۱۴۱

٧٥۔ نزهة الخواطر، ٦٩/١　　٧٦۔ الأنساب، ٢٧١/٧ ؛ نزهة الخواطر ، ٦٩/١

٧٧۔ نزهة الخواطر، ٢٦/١　　٧٨۔ الفهرست، ص:٢٢٠

٧٩۔ طبقات الفقهاء، ص:١٥٠　　٨٠۔ الأنساب،٤٥٥/١٢

۸۱۔ ساتویں صدی کے رجال السندوالہند،ص:۱۴۱

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.